بدھ 28- اکتوبر 1998ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ

الفضل ربوہ

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

CPL 61

☎ 213029

بدھ 28- اکتوبر 1998ء 7 رجب 1419 ہجری- 28 اخاء 1377 ہش جلد 48-83 نمبر 240

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انفاق فی سبیل اللہ کی تلقین

حضرت عدی بن حاتم بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صدقہ دے کر آگ سے بچو خواہ آدھی کھجور خرچ کرنے کی ہی استطاعت ہو۔

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

یہ ظاہر ہے کہ تم دو چیز سے محبت نہیں کر سکتے اور تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے۔ اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا۔ لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔ یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے بلکہ خداتعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجالا کر خداتعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو' بلکہ یہ اس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لئے بلاتا ہے اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تم سب کے سب مجھے چھوڑ دو اور خدمت اور امداد سے پہلو تہی کرو تو وہ ایک قوم پیدا کر دے گا کہ اس کی خدمت بجالائے گی۔ تم یقیناً سمجھو کہ یہ کام آسمان سے ہے اور تمہاری خدمت صرف تمہاری بھلائی کے لئے ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ تم دل میں تکبر کرو اور یا یہ خیال کرو کہ ہم خدمت مالی یا کسی قسم کی خدمت کرتے ہیں۔ میں بار بار تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تمہاری خدمتوں کا ذرا محتاج نہیں۔ ہاں تم پر یہ اس کا فضل ہے کہ تم کو خدمت کا موقعہ دیتا ہے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد 3- ص 498-497)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

خطبہ 6 بجے ہو گا

لندن کے اوقات تبدیل ہونے کی وجہ سے آئندہ سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ ایم ٹی اے پر جمعہ کے روز شام چھ بجے ٹیلی کاسٹ ہوا کرے گا۔ احباب کرام نوٹ فرمالیں۔

خدا کی راہ میں تقویٰ شعار خرچ کرنے والوں کی ضرورت ہے

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جو بخاری کتاب الزکوۃ سے لی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر صبح دو فرشتے اترتے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے سخی کو اور دے۔ اب یہ تو مراد نہیں ہے کہ ہر خرچ کرنے والے کے لئے فرشتے دعائیں کرتے ہیں۔ مراد وہی لوگ ہیں جن کا میں ذکر کر چکا ہوں کہ جن کو خدا کی راہ میں خرچ کرنا چاہئے اور دل کھول کر خرچ کرتے ہیں۔ ایک کہتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے سخی کو اور دے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے اور پیدا کر۔ ظاہر ہے کہ یہاں تک صرف نیک لوگ مراد ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسے نیک لوگوں کی مثال پر آہستہ آہستہ خدمت کرنے والے پیدا ہوتے رہتے ہیں اور جو پیدا ہوتے ہیں ان کے متعلق الٰہی تقدیر ہے اور اس کے فرشتے مامور ہیں کہ ان کے لئے دعائیں کریں اور ان جیسے خدمت گار اور پیدا کرنے کے سامان پیدا کریں۔ اور یہ بات میرے وسیع تجربے میں ہے۔ ہمیشہ خدمت دین کی خاطر دل کھولنے والوں کے ساتھ ویسے ہی لوگ اور پیدا ہوتے رہتے ہیں جو نہ صرف اموال خرچ کرنے میں تردد نہیں کرتے بلکہ وقت خرچ کرنے میں تردد نہیں کرتے۔ انہی کی طرح نیک بنتے چلے جاتے ہیں اور یہ وہ سلسلے کی اہم ضرورت ہے جسے ہمیں پورا کرنا چاہئے۔

اس وقت کثرت کے ساتھ خدا کی راہ میں تقویٰ شعار خرچ کرنے والے چاہئیں جن کو اللہ کی تقدیر برکت دے' جن کے اپنے اموال میں بھی برکت پڑے لیکن ان کے ساتھیوں میں بھی برکت پڑے اور ان کے نیک اعمال میں برکت پڑے۔ اس طرح جماعت کو ہر قسم کے خدمتگار مہیا ہونے شروع ہو جائیں اور ایسا ہو رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اور بھی ہو(-)

دوسرا کہتا ہے اے اللہ روک رکھنے والے کنجوس کو ہلاکت دے۔ اس کا مال و متاع برباد کر۔ اب یہ دعا تو عام دنیادار روک رکھنے والے کے حق میں کبھی بھی نہیں ہوتی۔ بالکل ظاہر ہے کہ جو خدا کے بندے بنے ہوئے ہیں جن کا فرض تھا کہ خدا کی راہ میں کھل کر خرچ کریں وہ اگر خسیس ہوں اور خرچ کرنے کی توفیق نہ ہو تو یاد رکھیں فرشتوں کی بددعا ان پر پڑتی ہے اور فرشتہ عرض کرتا ہے اس کو ہلاکت دے اور اس کے مال و متاع کو برباد کر۔ اب ایسے مال و متاع برباد ہوتے ہوئے بھی ہم نے کئی طرح دیکھے ہیں۔ میرے علم میں ایسے لوگ ہیں جن کی تفصیل میں جانے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا' ان کا نام بتانے کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا' لیکن ایک کیٹیگری (Catagory) ہے' ایک کلاس ہے' ایک قسم کے لوگ ہیں جنہیں لوگ اپنے گردوپیش میں دیکھ سکتے ہیں۔ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے بہت کمائیاں کر کے بہت جوڑا اور پھر خیال آیا کہ اس کو تجارت میں لگالیں اور اکثر صورتوں میں ساری تجارتیں برباد ہوئیں جو کچھ جمع شدہ پونجی تھی وہ ہاتھ سے جاتی رہی اور کچھ بھی ہاتھ نہ آیا۔ سو فرشتوں کی یہ دعا بے معنی نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں اس کو ہلاکت دے اور اس کا مال و متاع برباد کر۔ تو اس روک رکھنے کا کیا فائدہ جو کسی کام بھی نہ آئے۔

(از خطبہ 26-جون 1998ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ	قیمت 2 روپے 50 پیسے

مرتبہ - حافظ عبدالحلیم صاحب

اردو کلاس کی باتیں

بقیہ
ریکارڈ شدہ 19- ستمبر 1998ء
نشر 21- ستمبر 1998ء

آبلہ پا

آبلہ پا:- حضور نے فرمایا بہت اچھا محاورہ ہے جو پاؤں کے نیچے چھالا بن جائے اس کو آبلہ کہتے ہیں۔

کانٹوں کی زباں سوکھ گئی پیاس سے یا رب
اک آبلہ پا وادیٔ پرخار میں آوے

فرمایا یہ غالب کا شعر ہے اور غالب کا کمال بھی دیکھیں کیسا اچھا شعر ہے۔

کانٹے نوک والے ہوتے ہیں کوئی چیز سوکھ جائے تو نوک دار بن جاتی ہے۔ کہتا ہے کانٹے خشکی کی وجہ سے سوکھے ہوئے ہیں ان کو پیاس بہت لگی ہوئی ہے۔ پانی مانگ رہے ہیں۔

کانٹوں کی زباں سوکھ گئی پیاس سے یارب
اک آبلہ پا وادیٔ پرخار میں آوے

اس کانٹوں والی وادی میں کسی آبلہ پا کو بھیج دے۔ ان سے کانٹوں کی پیاس بجھے۔

اصل مطلب اس شعر کا یہ ہے کہ

خدا کے بندے جو لوگوں کی خدمت کرتے ہیں وہ اس طرح ان کی پیاس بجھاتے ہیں۔ آپ تکلیف اٹھا کر ان کے قدموں سے لوگوں کی پیاس بجھتی ہے مگر قدم چھالوں والے قدم ہوتے ہیں بنی نوع انسان کی خاطر وہ خود تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں۔ تب جا کے کانٹوں کی پیاس بجھتی ہے۔

جھرنا

آبشار کو جھرنا بھی کہتے ہیں کالج کے زمانے میں ہمارے ایک دوست ناصر احمد ظفر بڑی اچھی آواز میں ایک نظم پڑھا کرتے تھے حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر جن کا نام جماعت میں بہت مشہور ہے (حضرت منشی ظفر احمد صاحب کے صاحبزادے) ان کے بیٹے تھے ناصر احمد آجکل کراچی میں ہیں۔ ان کی آواز بھی اپنے ابا کی طرح بہت اچھی تھی۔ حضرت شیخ صاحب کی آواز میں بڑا سوز تھا نماز کی تلاوت میں بھی اور گانے میں بھی۔ میں سنا کرتا تھا ان سے ہمیشہ ان کے بیٹے ناصر ظفر کی بھی آواز اسی طرح تھی۔ وہ کالج کے زمانے میں یہ ہمیں سنایا کرتے تھے۔

جاؤ سدھارو تم بھی سدھارو رو کے تم کو کوئے
پھول سے رنگت باغی ہو کر تتلی بن اڑ جائے
پربت سے سو جھرنے پھوٹے

جاؤ سدھارو تم بھی سدھارو رو کے تم کو کوئے
اس دنیا کی ریت یہی ہے جو پائے سو کھوئے

آبِ حیات

ایک فرضی قصہ ہے کہ حضرت خواجہ خضر کے متعلق کہتے ہیں ان کو چشمہ مل گیا تھا۔ جس کو پی کے انسان ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ حضرت خواجہ خضر نے وہ پانی پی لیا۔ اس کے نتیجہ میں پھر مرتے ہی نہیں تھے۔

جو کشتی ڈوبنے والی ہوتی ہے اس کے ملاح کشتی کو بچانے کے لئے خواجہ خضر کو آواز دیتے ہیں۔ کہتے ہیں خواجہ خضر کی خیرات دے دو۔ خواجہ خضر کی خیرات دے دو۔

(مطلب ہے خواجہ خضر آب حیات والے زندہ ہیں۔ اور انہوں نے اپنا کام یہ بنا رکھا ہے کہ ڈوبنے والوں کو بچاتے رہیں۔ پانی سے ان کو زندگی ملی۔ اس لئے پانی کسی کو غرق نہ کرے)

اس لئے لوگ دعائیں مانگتے ہیں کہ خواجہ خضر کی خیرات دیدو۔ ہر جگہ ہی کشتی والوں کا یہ پیشہ ہے پھر لوگوں کے پاس جو کچھ بھی ہوتا ہے حسب توفیق خواجہ خضر کی خیرات دیتے ہیں۔ حضور نے اس کا تجزیہ کرتے ہوئے فرمایا۔

اگر ڈوب گئے تو کون بتائے گا کہ خواجہ خضر نے کچھ نہیں کیا۔ اگر بچ گئے تو بڑا مشہور کرتے ہیں۔ کہ اس طرح کشتی ڈوبنے لگی تھی۔ پھر ہم نے خواجہ خضر کی خاطر یہ کر دیا اور ہمیں خواجہ خضر نے بچا لیا۔ ڈوبنے والوں کو تو کوئی نہیں پوچھتا۔ نہ وہ بتا سکتے ہیں۔ جو بچ جاتے ہیں انہوں نے سب جگہ مشہور کرنا شروع کر دیا۔

حضور نے فرمایا خیرات پر ایک لطیفہ بھی میں نے آپ کو سنایا تھا۔

ایک میراثی تھا۔ چوہدری صاحب ہمیشہ کوشش کرتے تھے کہ میراثی کو لاجواب کر دیں۔ میراثی بڑے حاضر جواب ہوتے ہیں۔ چوہدری صاحب کبھی اس کو لاجواب نہیں کر سکے۔

چوہدری صاحب کو بڑا ہی غصہ تھا کہ میرا میراثی مجھ سے باتوں میں تیز ہے کسی دن تو میں اس پر غالب آؤں۔ ایک دفعہ دونوں دریا میں کشتی پر سوار جا رہے تھے۔

میراثی کی داڑھی پر صرف دو بال تھے۔ جب کشتی ہچکولے کھانے لگی تو چوہدری نے کہا۔ کہ آج ایسا وقت آگیا ہے۔ کہ لوگ اپنی داڑھی کے دو دو بال اکھیڑ کے پھینکیں۔ اصل میں میراثی کو چوٹ کی تھی کہ اس کے دونوں بال اکھڑ جائیں۔

مگر میراثی نے الٹ کے کہا چوہدری جی۔ یہ دو کا وقت ہے کون فلاں کمبخت ہے جو ساری داڑھی نہ اکھیڑ دے۔

☆......☆......☆......☆

قصیدۂ دعائیہ

حضرت میر ناصر نواب صاحب

فضل کا طالب ہوں میں رحمت کا ہوں امیدوار
تُو مرا مشکل کشا ہے تُو مرا حاجت برار
تُو مرا آرام جاں ہے تُو مرا تسکینِ قلب
تُو مرے دل کی تسلی تُو مری جاں کا قرار
تُو ہی ربّ العالمیں ہے تُو ہی رحمان و رحیم
تُو ہی مالک تُو ہی خالق تُو مرا پروردگار
ملجاء و ماوا تُو ہی ہے اور تو ہی پشت و پناہ
مال و دولت تجھ پہ قرباں جان و دل تجھ پر نثار
آل و اولاد و احبّا تجھ پہ سب قربان ہیں
تجھ پہ جو ہووے فدا اس کے لئے ہے افتخار
غنچہ لب اور گلبدن سب تیرے آگے ہیچ ہیں
سب چمن تجھ پر تصدّق اے مرے دل کی بہار
تیرے ہی ارض و سما ہیں تیرے ہی جنّ و ملک
تیرے ہی شمس و قمر ہیں تیرے ہی لیل و نہار
بحر و بر سب تیرے ہیں تیری ہی کُل مخلوق ہے
ساری جھیلیں تیری ہیں اور تیرے ہی کل آبشار
کُلِ جزیرے تیرے ہیں ان کے عجائب بھی ترے
قعر بھی تیرے ہیں اور تیرے ہیں سارے کوہسار
روح تیری جسم تیرا ذرّہ ذرّہ ہے ترا
نیستی سے ہست کرنا ہے فقط تیرا ہی کار
تیرا یورپ اور اس کی کُل کلیں تیری ہی ہیں
تیرا ہی امریکہ ہے اور اس کا سارا کاروبار
تیرا ہی افریقہ ہے اور اس کے وحشی بھی ترے
ایشیا تیرا ہے جس پر ساری دنیا ہے نثار
جس میں ہے مکہ مدینہ جس میں بیت القدس ہے
جس میں تیرے حکم اُترے میرے مولا باربار
تیری رحمت کے فرشتوں کا ہوا جس میں نزول
آج کل بھی فضل کا تیرے ہے جس میں انتشار

(الحکم 24- اکتوبر 1901ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی

مجلس عرفان

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مجلس عرفان علم و معرفت کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے جسے کیسٹس سے مرتب کر کے پیش کیا جاتا ہے۔ قانونی پابندیوں کی وجہ سے اس میں کئی تبدیلیاں کرنی پڑتی ہیں۔ احباب اصل کیسٹس ملاحظہ فرمائیں تو صحیح لطف حاصل کر سکتے ہیں۔

کراچی۔13۔اکتوبر83ء
مرتبہ یوسف سلیم ملک صاحب

سری لنکا میں سرکاری ردِّ عمل

حضور کے دورہ سری لنکا کے حوالے سے

اس سوال پر کہ سری لنکا میں حکومت کا کیا ردعمل تھا۔ حضور نے فرمایا ہم ان کے نوٹس میں آ گئے تھے مجموعی طور پر حکومت بدھسٹ ہے اور بدھ ازم کا وہاں بڑا ہولڈ ہے۔ سوسائٹی بھکشوؤں کے چنگل میں ہے اس لئے as Such تو ان کا کوئی ردعمل نہیں ہو سکتا تھا لیکن ہمارے ذاتی تعلقات کی بناء پر بعض وزیروں نے محبت کا بڑا اچھا اظہار کیا اور غیر معمولی طور پر تعاون کیا۔ ہمیں دعوتیں بھی دیں۔ ان کے خرچ پر ہی ہم نے بعض علاقے دیکھے بہت پیار اور تعلق کا اظہار کیا ہے۔ ایک وزیرِ صحت تھے انہوں نے باقاعدہ سرکاری طور پر ہمیں دعوت دی اور آیور ویدک علاج کے طریقے دکھائے خود ہی پریس کے نمائندوں کو بلایا ہم نے نہیں کہا تھا چنانچہ ریڈیو اور پریس کے نمائندے آئے انہوں نے پریس نوٹ لئے ریڈیو پر خبریں نشر کیں۔ لوگ اچھے تھے۔ بدھسٹ اچھے شریف اور تعلق رکھنے والے لوگ ہیں۔ ان سے ذرا سا پیار کریں تو بہت محبت کرتے ہیں۔

بھکشوؤں کے ڈپٹی کنگ سے آمنا سامنا ہوا ہے۔ سارے سری لنکا کے بھکشوؤں کا ایک کنگ ہوتا ہے۔ دنیا کی سب سے بڑی بدھسٹ عبادت کی جگہ سری لنکا میں ہے۔ میرے ایک دوست جو وہاں کے سابق ڈپٹی منسٹر ہیں انہوں نے وہ جگہ دیکھنے کی ہمیں خود ہی دعوت دی۔ بہت مہمان نوازی کی۔ دوستانہ رویہ اختیار کیا اور ایسی جگہ ہمیں لے گئے جہاں غیر مذاہب والوں کو اجازت ہی نہیں وہاں کسی دوسرے مذہب والے انسان کے گھسنے کا سوال ہی نہیں تھا۔ وہاں ایک ایسا Relic ہے جس کی وجہ سے ساری دنیا میں بدھوں کا مرکز ہے اور ہر سال ایک دن وہاں پانچ لاکھ بدھ اسٹ اکٹھے ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں وہاں حضرت گوتم بدھ کا دانت ہے اور وہ جس کمرے میں رکھا ہوا ہے وہ ان کے نزدیک اتنا مقدس ہے کہ کسی کے وہاں جانے کا ویسے ہی کوئی سوال نہیں یہ دوست ہمیں وہاں لے گئے ان کو اندازہ نہیں تھا کہ وہاں ڈپٹی کنگ صاحب بھی پہنچ جائیں گے۔ جب ڈپٹی کنگ سے ہمارا سامنا ہوا تو ہم نے دیکھا کہ ہمارے میزبان کے چہرے کا رنگ اڑ گیا تھا کیونکہ وہ گھور کر ہمیں دیکھ رہا تھا میرے ساتھ میری بیگم اور بچیاں برقعوں میں ملبوس تھیں اور ہمارے حلیئے مختلف تھے تو وہ ہمیں دیکھ کر بالکل حیران ہو گیا تھا۔ اس پر ہمارے میزبان نے ہاتھ واتھ جوڑے اور اس کو سمجھایا کہ یہ دس ملین (احمدیوں) کا سربراہ ہے اور اس کو میں یہاں لے کے آیا ہوں تو پھر وہ مسکرایا۔ تو ہمارے میزبان کا چہرہ بھی بشاشت سے بھر گیا کہ الحمد اللہ بچ گیا ہوں۔

بھکشوؤں سے بھی ہم ملے ہیں۔ وزارت صحت کی دعوت پر ہم جب ہسپتال دیکھنے گئے تو وہاں انہوں نے بھکشو مردوں سے بھی اور بھکشو خواتین سے بھی ملاقاتیں کروائیں جو بیمار تھے اور وہاں علاج کے لئے آئے ہوئے تھے اس موقع پر ان سے خاصی دیر باتیں بھی ہوئیں۔

سجدہ تعظیمی کے معنے

ایک دوست نے پوچھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کا جو حکم تھا اس سے بعض لوگ یہ استدلال کرتے ہیں کہ وہ سجدہ تعظیمی ہے جو شرک نہیں ہے اس لئے وہ بزرگوں یا ان کی قبروں کو سجدہ کر لیں تو منع نہیں ہے کیا یہ استدلال درست ہے۔

حضور نے فرمایا یہ بات بالکل لغو اور قرآن کریم کے بیان سے بالکل منافی ہے۔ اس سجدہ میں جس کا حضرت آدم کے بارہ میں ذکر آیا ہے یہ ظاہری سجدہ مراد ہے ہی نہیں۔ وہاں صرف یہ حکم ہے کہ آدم کی اطاعت کرو اس کے سوا اور کوئی معنے نہیں ہیں۔ یہ بات نہیں تھی کہ حضرت آدم کو خدا نے بت بنا کر کھڑا کر دیا تھا اور باقیوں کو کہا تھا کہ اس کو سجدہ کرو فرشتے سجدہ کس طرح کرتے' فرشتوں کا وجود تو آپ کی طرح ہے ہی نہیں اس لئے وہاں یہ معنے لئے جاتے ہیں کہ اطاعت کرو۔ چنانچہ بزرگوں کی اطاعت کرنے والی بات بالکل درست ہے لیکن قبروں کی اطاعت کس طرح کریں گے' یہ تو ہو ہی نہیں سکتی۔ پس زندہ بزرگوں کی یا فوت شدہ بزرگوں کے اقوال کی اطاعت کرنا قرآن کے منافی نہیں ہے لیکن جو سجدہ تعظیمی لوگوں نے بنایا ہوا ہے وہ تو فرضی بات ہے اس کا قرآنی تعلیم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

سجدہ کے لفظ کا اصل مفہوم

اس پر سائل نے عرض کیا کہ ایسے لوگ یہ بھی دلیل دیتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے ان کے بھائیوں نے بھی تو سجدہ کیا تھا۔ حضور نے فرمایا یہ دیکھیں کہ حضرت یوسف کے متعلق خواب کیا تھی۔ والدین سجدہ کرنے والوں میں شامل ہو جاتے ہیں لیکن قرآن کہتا ہے جب وقت آیا تو حضرت یوسف نے ان کو عرش (تخت) پر بٹھا دیا۔ خواب کیسے پوری ہوئی۔ قرآن میں تو یہی لکھا ہوا ہے۔ میرے نزدیک سجدہ کے جو معنے ہیں ان معنوں میں سجدہ کیا اور اس سے مراد یہ ہے کہ ان کو حضرت یوسف کی اطاعت میں داخل کرنا تھا۔ پس سجدہ کا ترجمہ یہ ہے کہ اطاعت کرو۔ ایک سجدہ عبادت ہے اور ایک ہے اطاعت۔ ظاہری تعظیمی سجدہ کوئی چیز ہی نہیں ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ وہ لوگ اپنے ملک میں آزاد تھے اور یہاں حضرت یوسف وزیر بنے ہوئے تھے حکومت کے نمائندہ تھے۔ والدین اور بھائیوں کو ان کے تابع کر دیا۔ ان کو غالب کر دیا ان پر ان کی مرضی حاوی کر دی۔ قرآن کریم جب بات کرتا ہے تو بڑا حسین انداز اختیار کرتا ہے۔ حضرت یوسف کے والدین اور بھائی بھی ایک لحاظ سے ان کی اطاعت میں آ گئے۔ خواب ان معنوں میں پوری ہو گئی۔ ایک لحاظ سے والد اطاعت میں نہیں آتے کیونکہ وہ حضرت یوسف سے پہلے کے نبی تھے اور بزرگ نبی تھے اور حضرت یوسف ان کے تابع تھے اس لئے حضرت یوسف نے ان کی تکریم کی ان کو تخت پر بٹھا دیا۔ تخت تو بادشاہوں کا ہوتا ہے اور بادشاہ کے تخت پر تو نہیں بٹھا دیا تھا مراد یہ ہے کہ تعظیم کا سلوک کیا اور کہا مقام اور مرتبے کے لحاظ سے آپ مجھ سے معزز ہیں اور ظاہری معنوں میں آپ میری اطاعت میں آئے ہیں تو اس طرح خواب پوری ہو گئی۔

بزرگوں کے سامنے جھکنا

سائل نے کہا ماں باپ کے سامنے جھکنا کہاں تک جائز ہے آپ نے فرمایا جہاں شرک کی حد شروع ہوتی ہے وہاں سے پہلے پہلے رک جائیے۔ اب جو ہم گئے تھے گوتم بدھ کے مقدس مقام پر تو بعض لوگ تھوڑا سا سر جھکاتے تھے اور وہ بھی شرک تھا۔ چنانچہ ہم نے اتنا سا بھی نہیں جھکایا ہم سیدھے کھڑے رہے لیکن دوستوں کے سامنے محبت اور پیار سے جب لوگ سر جھکا دیتے ہیں تو یہ اور بات ہے اصل میں یہ دل بتاتا ہے اس فیصلے کا تعلق بہت حد تک دل سے ہے لیکن جب آپ باقاعدہ رکوع کی پوزیشن بنائیں گے تو وہاں عبادت کی Close Imitation ہو جاتی ہے اور ایسی صورت میں اگر دل میں نہ بھی ہو تب بھی جائز نہیں ہے البتہ تھوڑا سا جھک جانا عام رواج میں جہاں شرک کا شائبہ بھی نہیں ہے نہ سوسائٹی اسے شرک سمجھتی ہے نہ دل میں شرک پیدا ہوتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن جہاں شائبہ پیدا ہو وہاں ادنیٰ سا بھی نہیں جھکنا چاہئے۔

اولیاء اللہ کو سجدہ کرنے کی کوئی سند نہیں

سائل نے عرض کیا کہ اولیاء اللہ اپنے شاگردوں کو سجدے کا حکم دیا کرتے تھے۔ حضور نے فرمایا کوئی حکم نہیں دیا کرتے تھے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ جھوٹے ولی نے حکم دیا ہو تو اور بات ہے لیکن اللہ کے کسی ولی نے کبھی حکم نہیں دیا۔ میں اس کی وجہ بتاتا ہوں اور اس کا ایک ثبوت دیتا ہوں۔ لوگ اس حدیث کو مانتے ہیں جس میں رسول اللہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خاتم الاولیاء قرار دیا ہے۔ ولایت کا مضمون وہاں سے چلا ہے سارے ولی حضرت علی کو اپنا پیر مانتے ہیں لیکن حضرت علی نے تو سجدہ کرنے کا کسی کو حکم نہیں دیا تھا۔ اس لئے ان لوگوں سے پوچھیں کہ بڑے ولی نے تو حکم نہیں دیا چھوٹے ولیوں کا کیا حق ہے۔ پس وہ جو ولیوں کا منبع ہے' صوفیاء کا منبع ہے جہاں سارا سلسلہ پھوٹتا ہے وہ تو خود ہی سجدے کرتا رہا ہے خدا کو اور کسی شخص کو ساری زندگی نہیں کہا کہ خدا کے سوا مجھے سجدہ کرو یا کسی اور کو کرو۔ تو پھر یہ لازماً جھوٹ ہے۔ حضرت علی ولایت کا معیار اور کسوٹی ہیں اور یہ خود بھی مانتے ہیں۔ جو لوگ اولیاء بنتے ہیں یا بنائے جاتے ہیں یا صوفیاء کے گروہ ہیں وہ اپنی تان آخر حضرت علی پر ختم کرتے ہیں۔ پس وہاں سے ہمیں سند لینی چاہئے باقی سب جھوٹ ہے۔

واقعہ صلیب کے بعد پیدا ہونے والا ابہام

اس سوال پر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کشمیر کی طرف ہجرت کی لیکن ان کے ماننے والوں نے ملک شام سے ترقی کی یہ ابہام کیوں ہے۔ آپ نے فرمایا یہ جو تاریخ کا حصہ ہے یہ مبہم کیوں رہا ہے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ کیا ابہام تھا۔

ہوا یہ کہ وہ سلطنت روما جہاں روم کا قانون چلتا تھا وہاں کسی عیسائی کو قانون یہ اجازت نہیں دیتا تھا کہ وہ اقرار کرے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمہارے قانون کی دستبرد سے بچ کر نکل گئے ہیں اگر وہ ایسا اعلان کرتا تو حقیقت کا انکشاف کرنے والا بن جاتا اسی لئے انہوں نے اس بات کو چھپایا اور اسی لئے بعد میں عیسائیت میں غلط فہمیاں بھی پیدا ہوئیں۔ ایک طرف انہوں نے زندہ ہوتے دیکھا ان معنوں میں کہ بظاہر صلیب سے مردہ کے طور پر اتارے گئے اور پھر زندہ کے طور پر دیکھے گئے۔ وہ ایک ہی وقت میں قوم کو دو پیغام دینا چاہتے تھے۔ وہ یہ بتانا چاہتے تھے کہ بچ گئے ہیں اور یہ بھی بتانا چاہتے تھے کہ احتیاط کرو کھلم کھلا بات نہ کرو ورنہ یہ قوم تمہیں پکڑ لے گی۔ چنانچہ اس گومگو کی حالت میں ایک عجیب مخمصہ کھڑا ہو گیا۔ امر واقعہ یہ تھا کہ ان لوگوں نے دیکھا تھا کہ زندہ ہیں۔ لیکن اگر وہ یہ کہتے کہ زندہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں تو یہودی کہتے کہ پھر تم نے ان کو پکڑوایا کیوں نہیں لہٰذا ان کو اخفاء کی وجہ سے سولی پر چڑھا دیتے۔ اس لئے انہوں نے یہودیوں کے سامنے یہ موقف اختیار کیا کہ مر کر زندہ ہوئے ہیں لیکن جو باتیں بیان کیں وہ زندہ آدمی کی تھیں ایسے آدمی کی تھیں جو مرا ہی نہ ہو۔

مورخین نے کہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رمزیہ زبان میں باتیں کرتے تھے کہ بعض کو پیغام مل جائے اور بعضوں کو پیغام نہ ملے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ان خلفاء کے ساتھ باقاعدہ رابطہ رہا ہے جو آپ نے مقرر فرمائے تھے۔ وہ بعض دفعہ کہتے تھے کہ ہم نے دیکھا ہے حضرت عیسیٰ آئے ہیں اور ملے ہیں بعد کے عیسائیوں نے اسے Vision بنایا حالانکہ واقعہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہجرت کر رہے تھے تو کئی رابطے کے مقام تھے جہاں ان کے ماننے والے اور ان کے خلفاء حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملتے رہے ہیں اور ہدایات لیتے رہے ہیں۔

آج کل کے لوگ سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح کی ہجرت گاڑی پر بیٹھ کر ہوئی ہے یا ہوائی جہاز پر بیٹھ کر ہوئی ہے۔ ایسا نہیں ہے پرانے زمانے کی جو ہجرت تھی اس پر بڑا وقت لگتا تھا اس لئے کوئی بعید نہیں کہ آٹھ دس سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہاں قریب کے علاقوں میں ہی رہے ہوں۔ بہت سے شواہد جو اب اناجیل سے مل رہے ہیں ان سے میرا رجحان قوی ہوتا جارہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فی الفور ہجرت کر کے کشمیر نہیں پہنچے بلکہ ہجرت کے بعد انہوں نے اپنی زندگی کا ایک لمبا عرصہ رومن سلطنت کی سرحدوں پر گزارا ہے۔ وہاں اپنے حواریوں سے رابطہ بھی رکھا ہے اور ان کو نصیحت بھی کرتے رہے ہیں۔ پھر جب ہجرت کر کے دور چلے گئے تو بعد میں آنے والوں نے پھر تعلیم کو بگاڑنا شروع کیا۔ ان کے لئے Confusion کی ایک وجہ یہ تھی جسے میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ متضاد باتیں مل رہی تھیں اور رمزیہ کلام میں گفتگو ہو رہی تھی۔ بعض باتیں جو یہود کی خاطر بیان کی جاتی تھیں ان کے بارہ میں عیسائیوں کو اور رنگ میں سمجھایا جاتا تھا کہ اصل واقعہ کیا ہوا ہے وہ اس سے کنفیوز ہو گئے اور اس طرح آہستہ آہستہ ان میں شرک پیدا ہو گیا۔ بہر حال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہجرت ایک تو فوری نہیں ہوئی رفتہ رفتہ ہوئی ہے۔ دوسرے اب جو افغانستان کے ایک قبیلے کے متعلق کتاب چھپی ہے Among the derveshes اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر جا کر وہیں کے ہو نہیں رہے تھے بلکہ ان کا افغانستان تک دوبارہ آنا ثابت ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن لوگوں کو تبلیغ کر کے عیسائی بنا چکے تھے ان میں دوبارہ آئے ہیں اور ان لوگوں سے اپنی زندگی میں رابطہ بحال بھی کیا ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کا سلسلہ خلافت

اب رہا یہ سوال کہ جب آپ کا وصال ہوا تو پھر خلافت کن لوگوں میں جاری ہوئی تو تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ وہی رومن خلیفے جو آپ نے ایک دفعہ مقرر کئے تھے ان کی نسل میں خلافت آگے چلی ہے کشمیر میں خلافت نہیں آئی۔

سائل نے یہاں یہ سوال اٹھایا کہ خلافت نبوت کے بعد قائم ہوتی ہے حضرت عیسیٰ کی زندگی میں جو لوگ آپ کے جانشین تھے وہ تو حواری کہلاتے تھے۔ حضور نے فرمایا خلافت کہتے ہیں قائمقامی کو۔ اگر ایک نبی ایک جگہ سے کچھ عرصہ کے لئے جدا ہو تو وہ اپنی زندگی میں اپنے پیچھے وقتی طور پر قائمقام بنا سکتا ہے اسی کا نام خلافت ہے۔ خلافت دو طرح کی ہے ایک ہے زندگی کے اندر اور ایک ہے مرنے کے بعد' دونوں کے اندر قدر مشترک قائمقامی ہے۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں آدم کو خلیفہ بناتا ہوں تو یہ مراد تو نہیں تھی کہ میرے مرنے کے بعد خلیفہ بنے گا۔ اس سے سو فیصدی ثابت ہوا کہ خلافت کا یہ تصور جس کی وجہ سے آپ نے یہ سوال اٹھایا ہے درست نہیں ہے۔

پس قرآن کریم خلافت صرف نمائندگی کو کہتا ہے وہ نمائندگی زندگی میں بھی ہو سکتی ہے اور زندگی کے بعد بھی ہو سکتی ہے۔ خدا کی شکل میں صرف زندگی میں ہو سکتی ہے کیونکہ خدا کا بعد کوئی نہیں۔ انبیاء کی شکل میں دونوں صورتوں میں ہو سکتی ہے ایک زندگی میں خلافت اور ایک زندگی کے بعد میں نے آخر پر آکر یہ وضاحت کی تھی کہ بعد والی خلافت پھر کشمیر میں نہیں چلی بلکہ جہاں آپ جاری کروا چکے تھے وہیں پھر آگے جاری ہوئی ہے۔

☆......☆......☆......☆

عبد القدیر قمر صاحب

ایک بے نفس وجود اور داعی الی اللہ

محترم چوہدری محمد شریف صاحب

آپ سیرت و کردار- اخلاق و اطوار کا نہایت روشن ستارہ تھے۔ نرم دل' انتہائی مہربان' شیریں گفتار- عشق خدا اور عشق رسولﷺ میں سرشار تھے۔ آپ کی زبان ہمیشہ درود شریف سے تر رہتی- ایک دفعہ جب میں نے آپ کو خط لکھا تو صرف "چوہدری شریف صاحب" لکھ دیا- جب آپ نے جواب ارشاد فرمایا تو لکھا کہ آخر مجھ سے کیا جرم سرزد ہوا کہ "محمد" سے جدا کر دیا ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ آپ کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور اسم محمدؐ سے کس قدر عشق اور تعلق تھا۔ ہمہ وقت کوشش کرتے کہ آپ کے شاگرد بھی عشق خدا اور عشق رسولؐ کے جام الست پئیں- اور اس شراب طہور کا انہیں ایسا نشہ چڑھے جو دنیا و آخرت میں ان کی کامیابی کا ضامن بن جائے۔

آپ عرب و عجم سب دنیا پھرے ہوئے تھے عربوں میں بھی فریضہ اعلائے حق ادا کیا- افریقہ میں بھی ندائے حق بلند کرتے رہے۔ گویا گھاٹ گھاٹ کا پانی پیئے ہوئے تھے مگر تکبر و استکبار نام کو نہ تھا بلکہ انتہائی خاکساری اور انکساری کا مجسمہ تھے۔ ایک دفعہ کلاس میں پڑھاتے ہوئے فرمانے لگے دیکھو میں صرف پانچ جماعت پاس ہوں- امام وقت کی بیعت اور اطاعت کے نتیجہ میں میں نے بڑے بڑے اہل علم اور فلاسفروں اور منطقیوں سے گفتگو کی ہے اور ہمیشہ ہی خدا نے سرخرو کیا ہے۔ فرمایا اصل علم خدا تعالیٰ سے تعلق کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے۔ جو خدا کا ہو جاتا ہے خدا تعالیٰ خود ہر میدان میں' ہر مشکل میں اس کی مدد فرماتا ہے۔

چوہدری صاحب گرمی ہو یا سردی ہمیشہ کوٹ پہنا کرتے۔ ہمیں بڑا تعجب ہوتا کہ سردیوں میں تو سردی کے لئے کوٹ پہننا ضروری ہے گرمیوں میں کیوں پہنتے ہیں۔ ہم طلبہ آپس میں اس مسئلہ پر بڑی بڑی دیر الجھے رہتے مگر سمجھ نہ آتی۔ آخر ایک دن جرأت کر کے پوچھ ہی لیا- فرمایا- گرمیوں میں گرمی سے بچنے کے لئے۔ کیونکہ سورج کی تپش گردن کے پٹھوں کو خاص طور پر نقصان پہنچاتی ہے۔ اس سے بچنے کے لئے میں ہمیشہ کوٹ زیب تن رکھتا ہوں۔

چوہدری صاحب وقت کے بہت پابند تھے۔ مجال ہے اپنے پروگرام سے لیٹ ہو جائیں۔ ادھر گھنٹی ہوئی ادھر وہ فوراً پیریڈ لینے پہنچ جاتے۔ انتہائی سنجیدگی اور وقار سے پڑھاتے۔ طلبہ سے بہت ہی محبت اور شفقت سے پیش آتے۔ خوب محنت کرواتے۔ گاہے بگاہے Test لیتے رہتے۔ ہمیں تفسیر قرآن پڑھاتے تھے۔ ایک دفعہ مجھے فرمانے لگے۔ قرآن فہمی کے لئے حضرت مسیح موعود کی تفسیر کے علاوہ مندرجہ ذیل تفاسیر کا ضرور مطالعہ کرو۔ تفسیر کبیر از امام رازی- تفسیر کبیر از مصلح موعود- تفسیر کشاف- تفسیر بیضاوی- تفسیر ابن کثیر-

زندگی جن کے تصور سے جلا پاتی تھی
ہائے کیا لوگ تھے جو دام اجل میں آئے

امتحان کے دنوں میں مجھے ایک کتاب کی ضرورت پڑ گئی۔ بہت تلاش کی۔ آخر معلوم ہوا کہ آپ کے پاس موجود ہے۔ حاضر ہوا۔ در دولت پہ دستک دی۔ تشریف لائے عرض مدعا کیا- فرمانے لگے میں کتاب کسی کو دیتا تو نہیں۔ لیکن آپ میرے عزیز شاگرد ہو- اور میرے گھر کتاب لینے آگئے ہو۔ اچھا نہیں لگتا خالی ہاتھ واپس بھیجوں- اور پھر مطلوبہ کتاب میرے حوالہ کر دی۔

ہمیشہ پیدل چلتے۔ میں نے کبھی آپ کو تانگہ یا سائیکل' موٹر سائیکل پر نہیں دیکھا۔ کہیں کوئی پروگرام ہوتا۔ آپ کو دعوت دی جاتی۔ پیدل ہی وقت پر پہنچ جاتے۔ جب بھی کسی سواری کے انتظام کے لئے عرض کیا جاتا تو جواب ہوتا:- حضرت مسیح موعود روزانہ پانچ میل پیدل سیر کیا کرتے تھے۔ میں بھی پیدل پہنچ جاؤں گا۔

ہمارے بعض اساتذہ ہماری تربیت 'نشست و برخواست کے لئے' کھانے پینے کے آداب سکھانے کے لئے نہ صرف یہ کہ ہماری دعوت قبول فرماتے بلکہ اپنے ہاں بھی دعوت کیا کرتے۔ آپ نے بھی دو دفعہ ہماری دعوت کی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ دعوت کے دن مجھے جماعتی کام کے سلسلہ میں ربوہ سے باہر ہونا تھا۔ آپ کے علم میں یہ بات آئی تو مجھے بلایا۔ فرمانے لگے میں نے سنا ہے دعوت کے دن آپ نے ربوہ نہیں ہونا۔ عرض کیا معاملہ ایسا ہی ہے۔ فرمایا تو آج شام کو تمہاری دعوت ہے۔ حاضر ہوا۔ تو نہایت شاندار خورد و نوش کا سامان اور ساتھ ساتھ آپ کی قیمتی نصائح نے دعوت کے لطف کو چار چاند لگا دیئے۔

ایک دفعہ دفتر تحریک جدید سے لاری اڈہ کی طرف جا رہا تھا۔ کیونکہ مجھے فیصل آباد عدالت میں تاریخ کے لئے حاضر ہونا تھا۔ آگے سے آپ تشریف لا رہے تھے۔ پوچھنے لگے۔ قمر کدھر جا رہے ہو۔ عرض کیا فیصل آباد عدالت آج فیصلہ کی تاریخ ہے۔ دعا کی درخواست پر فرمانے لگے۔ قید و بند بھی ایک سنت ہے اس کی ادائیگی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ جب مجسٹریٹ نے فیصلہ سنایا تو خانہ خدا پر کلمہ توحید لکھنے کے جرم میں تین سال قید سخت اور دو ہزار جرمانے کی سزا سنائی گئی۔ فوراً آپ کے الفاظ کہ "سنت کی ادائیگی کے لئے تیار ہو جاؤ" یاد آکر ڈھارس بندھانے لگے۔ اس لئے کوئی گھبراہٹ یا پریشانی نہ ہوئی بلکہ دل اطمینان کی دولت سے مالا مال تھا۔

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کئے

مضمون کے آخر میں چوہدری صاحب سے متعلق ایک ایسے واقعہ کا بیان ہے جس میں آپ دوسروں سے بالکل منفرد ہیں۔ وہ واقعہ یوں ہے کہ آج سے کوئی ایک سو سال قبل قادیان دار الامان بالکل گمنام بستی تھی۔ کوئی نہ جانتا تھا ہے قادیان کدھر۔ نہ وہاں کوئی بس جاتی تھی نہ ٹرین۔ زندگی کی ہر سہولت سے محروم وہ بستی۔ اس بستی سے ایک شخص ہاں عظیم الشان شخص جنم لیتا ہے۔ جو انسان کی تقدیر بفضل اللہ تعالیٰ بدلنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کے ذمہ یہ کام لگایا ہے کہ میں تمام دنیا کو اس کے آستانہ پر لا کھڑا کروں۔ اور خدا تعالیٰ نے مجھے یہ بتایا ہے کہ "میں تجھے برکت پر برکت دوں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"

بڑے طوفان اٹھے۔ حوادث کی آندھیاں چلیں۔ زمین و آسمان سے تلاطم اٹھے۔ مگر خدا کی باتیں پوری ہو کر رہتی ہیں۔ خلافت ثالثہ کے دور میں اس خدائی خبر کے پورا ہونے کا وقت بھی آگیا۔ جب گیمبیا کے گورنر جنرل سر ایف۔ ایم سنگھاٹے نور آسمانی سے منور ہوئے۔ اور انہوں

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ

رشتہ ناطہ کی مشکلات

جماعت احمدیہ کی آج سے 110 سال قبل الٰہی اذن کے تحت بنیاد رکھی گئی۔ حضرت بانی جماعت احمدیہ نے احمدی مخلصین کی سماجی معاشرتی ضرورتوں کا بھی اسی طرح فکر دامنگیر رکھا۔ جس طرح ان کی روحانی اخلاقی تربیت و ترقی پر ہمہ وقت توجہ رکھی۔ ابتداء میں جماعت کا دائرہ بہت محدود تھا۔ اور رشتہ ناطہ کے مسائل میں احمدی مخلصین کو بہت مشکلات پیش آنے لگیں۔ اس کا ایک حل یہ بھی مناسب سمجھا گیا۔ کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنی ذاتی تحویل میں ایک رجسٹر تیار کر رکھا تھا۔ جس میں مناسب رشتوں کا اندراج ہوتا۔ اور رشتوں کے ضرورت مند احباب کو ضروری کوائف و معلومات مہیا کر دی جاتیں۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے اس مفید و مبارک عمل کو جماعت میں ہمیشہ کسی نہ کسی شکل میں زندہ رکھا گیا۔ اور اب تو عرصہ سے باقاعدہ رشتہ ناطہ کا شعبہ مرکز میں قائم ہے۔ اور احباب جماعت کو رشتوں کے بارے سہولتیں مہیا کرتا ہے۔

موجودہ نظام

ابتداء میں جماعت کا دائرہ محدود ہونے کے باعث اگر رشتہ کی مشکلات تھیں تو اب جبکہ جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے 162 ملکوں میں قائم ہو چکی ہے۔ تو جماعت کا دائرہ غیر معمولی وسیع ہو جانے کے باعث نئی مشکلات رشتہ ناطہ کے حوالہ سے سامنے آرہی ہیں۔ چنانچہ نئے تقاضوں کے پیش نظر گزشتہ سال ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے انٹرنیشنل شوریٰ لندن کے موقعہ پر رشتہ ناطہ سے متعلق امور پر تفصیل سے روشنی ڈالی ضروری نصائح اور اہم ارشادات سے نوازا۔ اور رشتہ ناطہ کے انتظامی ڈھانچہ میں بنیادی اہم تبدیلیوں کے احکام جاری فرمائے۔ پیارے امام کے یہ اہم ارشادات پاکستان اور بیرونی ممالک کی جماعتوں کو عملدرآمد کے لئے ایک عرصہ قبل بھجوا دیئے گئے تھے۔ ایک بنیادی تبدیلی یہ فرمائی گئی کہ پہلے جماعتوں میں سیکرٹری رشتہ ناطہ کا باقاعدہ انتخاب ہوا کرتا تھا۔ لیکن آئندہ کے لئے ہدایت فرمائی کہ ہر ضلع کے امیر اپنی ذاتی صوابدید کے تحت حسب ضرورت و حالات سیکرٹری رشتہ ناطہ خود نامزد کریں گے۔ ضلع کی وسعت اور حالات کے مطابق ایک سے زیادہ بھی جس قدر سیکرٹریوں کی امیر ضلع ضرورت محسوس کریں۔ سیکرٹری رشتہ ناطہ خود مقرر کر لیں البتہ یہ ضرور پیش نظر رہے۔ کہ ایسے افراد نامزد کئے جائیں۔ جو رشتہ ناطہ کے مسائل کو بخوبی سمجھتے ہوں اور پوری ذمہ داری کے ساتھ اس نازک اور اہم فریضہ کو بجالانے کی اہلیت اور درد رکھتے ہوں۔ اور احمدی احباب کے مسائل اور مشکلات کو خود اپنے مسائل تصور کر کے فیض رسانی کریں۔ ایسے نامزد سیکرٹریوں کو پھر یہ بھی ہدایت فرمائی کہ مقامی طور پر اپنے اپنے حلقہ کے ایسے افراد اور گھرانوں کے کوائف مرتب کریں۔ جہاں رشتوں کی ضرورت درپیش ہے۔ اور پورا ریکارڈ تیار کریں یہ ریکارڈ ان کے پاس جماعتی امانت ہو گی۔ اس کی مناسب حفاظت اور رازداری والا پہلو ہر لحاظ سے پیش نظر رکھنا ہو گا۔ اس ریکارڈ کی ضلع کے لیول پر مجموعی نقل مرکز میں شعبہ رشتہ ناطہ کو ارسال کرنا امیر ضلع کی ذمہ داری ہو گی۔

ایک نہایت اہم ہدایت پیارے امام نے یہ بھی فرمائی۔ کہ رشتہ ناطہ کے پورے نظام کا عمل ضرورت مند احمدی احباب کے لئے محض معلومات کی حد تک ہو گا۔ اور کسی رشتہ کو طے کرنا اور حتمی فیصلہ کرنا صرف اور صرف فریقین کی اپنی ذمہ داری ہو گی۔ جماعتی نظام صرف ابتدائی معلومات کسی رشتہ کے بارے میں فراہم کرے گا۔ اس کی تحقیق اور اس کے حق میں فیصلہ کرنا یہ دونوں فریقوں کا دائرہ اختیار ہے۔ نظام کی ذمہ داری ہرگز نہ ہو گی۔

مشکلات کا جائزہ

نظام والے حصہ کا ملخص اوپر پیش کرنے کے بعد اب رشتہ ناطہ کی راہ میں ان مشکلات کا مختصر جائزہ لینا ضروری ہے۔ جو احمدی معاشرہ میں اس وقت درپیش ہیں۔ جماعت احمدیہ کی عالمگیر وسعت کے باعث رشتوں کے انتخاب کا دائرہ کسی ایک علاقہ، قوم یا طبقہ میں محدود نہیں رہا۔ اور عالمگیر وسعت کے پیش نظر نت نئے تقاضے سامنے آرہے ہیں۔ اس لئے رشتوں کی تلاش' پسند' فیصلوں اور عملدرآمد کے بارے میں احباب جماعت میں پوری آگاہی اور صحیح شعور کی اشد ضرورت ہے۔ چند امور اس بارہ میں درج ذیل ہیں۔

(1) رشتہ بیٹی کا پیش نظر ہو یا بیٹے یا کسی اور عزیز کا۔ ہر صورت میں ماں باپ اور گارڈین احباب کی یہ پہلی اور بنیادی ذمہ داری ہے۔ کہ رشتہ کے مسئلہ کا انتہائی عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ آغاز کریں۔ جماعت کے ماحول میں اکثر و بیشتر احباب خدا تعالیٰ کے فضل سے دعاؤں کا غیر معمولی چسکا اور تجربہ رکھتے ہیں۔ اور ہر قدم اور ہر لحہ دعاؤں سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود دعا کی اہمیت اور افادیت اس امر کی متقاضی ہے اور بعض شاذ مثالوں میں مشاہدہ بھی احساس دلاتا ہے کہ دعا کے مضمون کو بار بار احباب کے ذہن نشین کروایا جائے۔ بعض اوقات رشتہ آناً فاناً طے کر کے جملہ مراحل کی تکمیل کر دی جاتی ہے۔ اور دعا والے پہلو کو کلیتہً نظرانداز کیا جا رہا ہوتا ہے۔ ایسی مثالوں میں بالعموم فریقین یا ایک فریق کو جب تلخ حالات سے واسطہ پڑتا ہے تو دعا کا شدت سے احساس ہوتا ہے۔ لیکن احتیاط والا وقت تو ہاتھ سے نکل چکا ہوتا ہے۔ گو یہ درست ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزانہ دعائیں اول و آخر ضرور اہمیت رکھتی ہیں۔ اور دعا سے کئی دروازے تلافی اور تدارک کے کھل جاتے ہیں۔ لیکن کیا ہی اچھا ہو۔ کہ جذباتی فیصلوں کی بجائے دعا اور عاجزانہ دعا کے سائے میں فیصلے ہوں۔ پھر جو مرضی مولا کی اس پر انسان صبر شکر کرے لیکن دعائیں نہ کرنے کا غم اور صدمہ تو نہ ہو گا۔

اولاد کی تربیت اور دیگر اہم معاملات میں دعا کی اہمیت کی ایک نہایت عمدہ اور ایمان افروز مثال یہ ہے کہ آج جو والدین کے مرتبہ پر ہیں۔ اور بعض حالات میں وہ اولاد کے لئے دعاؤں میں کوتاہی یا غفلت کا شکار ہیں۔ وہ خود جب تین چار سال کی عمر میں تھے۔ اور اپنی توتلی زبان سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا شروع کر چکے تھے۔ کہ "اے میرے رب مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنادے" تین چار سال کی عمر میں معصوم بچہ اپنی آئندہ اولاد کے لئے دعا کرے۔ مگر جب صاحب اولاد ہو۔ تو دعاؤں سے غافل ہو کر رہ جائے۔ ایسا امر ذی شعور والد' والدہ سے بظاہر ممکن نہیں بنتا۔ لیکن بلاشبہ بعض جگہ والد یا والدہ اپنے بچپن کے زمانہ سے شروع کی گئی۔ دعاؤں کے تسلسل کا انقطاع کئے نظر آتے ہیں۔ جبکہ احمدی معاشرہ میں ایسی کوئی مثال ہرگز نہ ہونی چاہئے۔ خصوصاً رشتہ ناطہ جیسے اہم اور نازک مسئلہ میں دعاؤں کے بغیر قدم رکھنا اور قدم بڑھانا کسی صورت میں احمدی ماں باپ کی شان کے شایان نہیں ہو سکتا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ بیٹے اور خصوصاً بیٹی کا رشتہ وقتی یا عارضی رشتے کے طور پر طے نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نیک اور عاجزانہ تمناؤں کے ساتھ زندگی بھر کے لئے رشتہ مقصود ہوتا ہے۔ لیکن زندگی بھر کے لئے فیصلہ محض وقتی سوچوں اور جذباتی کیفیتوں کے تابع کرنا ماں باپ کا اولاد کی خیر خواہی نہیں واضح اور بلاشبہ ظلم ہے۔ ایسے ماں باپ اپنی اولاد کے ہمدرد نہیں کہلا سکتے۔ اور ایسے فیصلے بعض اوقات اولاد کو ساری زندگی ابتلاؤں اور دکھوں کا اسیر بنا دیتے ہیں۔ پس رشتہ ناطہ کے مسائل کو راہ راست پر لانے اور بہتر انداز پہ طے کرنے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ خود ماں باپ اور بیٹا بیٹی عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ اس اہم ذمہ داری کی ادائیگی کا آغاز کریں۔ خدا تعالیٰ سے راہنمائی مانگیں۔ خدا تعالیٰ سے حفاظت کے طالب ہوں۔ خدا تعالیٰ کی خوشی اور رضا کو ہمیشہ مقدم جانیں۔ اور زندگی بھر اپنے رحیم و کریم خدا کے وفادار رہیں۔ ان دعاؤں کے ساتھ رشتے جو طے کئے جائیں گے۔ یقین اور وثوق سے کہا جا سکتا ہے۔ اور وہ ہر جہت اور ہر مرحلہ پر بابرکت ثابت ہوں گے۔

سوچ کا اعتدال

(2) عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ رشتہ طے کرنے کا دوسرا مرحلہ انسانی سوچ کا معتدل اور درست ہونا ہے۔ خدا اور خدا کے رسولؐ نے اس بارہ میں جو راہنمائی فرمائی ہے۔ اس کے لئے بنیادی امر رشتہ کا دیندار ہونا ہے۔ اور دین کی شرط کے ساتھ ساتھ "کفو" کا پہلو لازمی اور آئندہ زندگی کے لئے مفید اور ممد ہے۔ دین کی شرط اپنے اندر دوہرا مفہوم رکھتی ہے۔ یعنی فریقین میں دینی پہلو سے اختلاف ہو تو ساری زندگی دونوں کے لئے ایک کڑے امتحان سے کم نہیں۔ اور اگر دینی اختلاف تو نہیں لیکن کسی فریق میں دینی پہلو واضح طور پر کمزور ہے۔ تو پھر بھی نتیجتاً یہ کمزوری آئندہ چل کر بہت تلخ شکل اختیار کر سکتی ہے۔ اس لئے رسول خدا ﷺ کا واضح فرمان یہ ہے۔ کہ رشتہ کا فیصلہ دین کی بنیاد پر ہونا چاہئے۔ جبکہ اکثر لوگ کسی خاندان کی ظاہری شان و شوکت یا مال و حسن و جمال کو نادانی سے اپنے فیصلہ کی بنیاد بناتے ہیں۔ جس کے ناگوار اثرات آئندہ نسل تک کو اپنی لپیٹ میں لے سکتے ہیں۔ پس والدین کے لئے یہ لازمی امر ہے۔ کہ رشتہ کی تلاش اور رشتہ کے فیصلہ میں دین کی شرط کو پوری اہمیت دیں۔ جن گھرانوں میں ماں باپ کی سوچ دنیادارانہ ہو وہاں اولاد کی سوچوں پر بھی ماں باپ کی چھاپ لازمی نتیجہ ہے۔ ایسے گھرانے کے انتخاب اور پسند کے پیمانے دنیا کے تابع ہونے کے باعث فیصلے درست نہیں ہو پاتے۔ دنیاداری کے نظائر خاندان خاندان میں جدا اور مختلف ہو سکتے ہیں۔ اور اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ دنیادارانہ سوچ والے ماں باپ اور اولاد کے انتخاب کی حدیں کہیں ہاتھ نہیں آتیں ایک کے بعد دوسرے رشتہ کی تلاش رہتی ہے اور اس انتظار میں فیصلہ کا مرحلہ دور سے دور تر ہٹتا رہتا ہے۔ ادھر وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا۔ خصوصاً لڑکیوں کی عمر ایک ایک دن کی غیر محدود تلاش اور انتظار میں ڈھلنا شروع ہو جاتی ہے۔ ماں باپ کی دنیا طلبی کی ہوس لامتناہی بنتی جاتی ہے۔ رشتے آتے ہیں۔ تو انکار پہ انکار کا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ اور ماں باپ کی یہی غلط سوچ اور دنیا طلبی کی ناجائز راہ بالآخر کئی پیچیدہ مسائل کو جنم دیتی ہے۔ کبھی اولاد اس انتظار میں بے راہ ہو جاتی ہے۔ کبھی معاشرہ میں خاندان کی دنیا طلبی ضرب المثل بن جاتی اور شریف گھرانے قریب نہیں پھٹکتے۔ کہیں شادی کی معروف اور موزوں عمر متجاوز ہو جاتی ہے۔ اور پھر آخر بے وقت کا فیصلہ وقت کے بے رحم شکنجوں میں بادل نخواستہ اور مجبوری کے عالم میں کرنا پڑتا ہے۔ یہ بھیانک منزل اس لئے انجام کار پیش آتی ہے۔ کہ دنیادارانہ سوچ اور لالچ نے وقت پر فیصلہ نہ کرنے دیا۔ طلب کے دائرے پھیلتے گئے۔ دین اور اعتدال کا دامن شروع سے تھاما ہی نہ تھا۔ اور انجام کار فیصلہ اس وقت کرنا پڑا۔ جبکہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔ ایسے ماں باپ کیونکر اولاد کے شفیق اور خیرخواہ قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ گو بظاہر وہ اپنی اولاد کے لئے شفقت اور خیرخواہی کا لبادہ اوڑھ کر ہی دنیاوی پیمانوں کو اپناتے اور دنیاوی لحاظ سے خوب سے خوب تر کے متلاشی اور منتظر رہے۔ لیکن اگر گہرائی میں اتر کر سوچا جائے۔ تو ایسے ماں باپ ہرگز اولاد کے خیرخواہ نہیں جو مال و منال کے حصول کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی اولاد کی قربانی دینے کے مجرم نکلے۔ پس رشتہ ناطہ کی بہت سی مشکلات کو دعوت دینے میں ماں باپ کی غلط سوچ اور دنیا طلبی کی ظالم حس کا گہرا دخل ہے۔ اس لئے اگر سوچ درست رکھی جائے۔ اور دین کے پہلو کو ہر حالت میں مقدم اور فیصلہ کن مانا جائے۔ تو بہت سی پیچیدگیوں سے ماں باپ' ان کی اولاد اور آئندہ نسلیں تک بچائی جاسکتی ہیں دین کی شرط کے ساتھ ساتھ "کفو" والا پہلو بھی رشتوں کی تلاش اور فیصلوں کے وقت پیش نظر رکھنے سے کئی طرح کی مشکلات اور بدعواقب سے بچا جا سکتا ہے۔ کفو میں بھی سرفہرست تو دینی پلڑوں کا متوازن ہونا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ فریقین میں بود و باش کے معیار' علمی تناسب' عمر قد شکل و صورت وغیرہ امور میں بھی جہاں تک باہمی مناسبت اور موزونیت ہو۔ وہ آئندہ زندگی میں یکجہتی اور باہمی اتفاق و اتحاد کے لئے بنیاد بن سکتی ہے۔ گو کہ ان میں کسی پہلو کی کمی بیشی رشتہ کے لئے فیصلہ کن نہیں قرار دی جاسکتی۔ کیونکہ نہ تو یہ ممکن ہے۔ کہ دونوں فریق صد فیصد ہمہ جہت سے برابر ہوں۔ اور نہ ہی یہ جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔ کہ کفو کے ظاہری پہلوؤں میں سے کسی ایک پہلو کی کمی رشتہ کے رد کی بنیاد سمجھی جائے۔ بلکہ مراد کفو سے یہ ہے۔ کہ جہاں تک ممکن ہو باہمی ہم پلہ جوڑا ہو۔ تو زندگی کی منازل عمدہ رفاقت سے طے ہوتی ہیں۔

کفو کی حکمتیں

"کفو" کی شرط میں بہت سی حکمتیں اور سبق ہیں۔ بعض طبائع کو اگر کسی بھی پہلو سے کچھ تفوق یا بہتر درجہ حاصل ہو۔ تو اسے خدا تعالیٰ کا احسان یقین کرنے اور عجز و شکر کی بجائے بڑائی اور فخر و کبر کی سوچ غالب آجاتی ہے۔ ایسے افراد کے لئے معروف محاورہ صادق آتا ہے کہ

"ہم چو ما دیگرے نیست"

یعنی ہم جیسا بھلا کون ہو سکتا ہے۔ ایسی سوچ رکھنے والوں کو کفو کی شرط کے تحت احساس دلایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی مخلوق رنگا رنگ کی اور لاتعداد صلاحیتیں اور خوبیاں رکھنے والی ہے۔ اگر ایک شخص کو کسی ایک دو پہلوؤں سے تفوق حاصل ہے تو بلاشبہ لاتعداد ایسے دیگر افراد بھی معاشرہ میں ہیں جو بعض دوسرے پہلوؤں سے قدرت ایزدی نے نواز رکھے ہیں۔ اور جب انسان کفو کی سوچ کے تابع جائزہ لے تو مناسب کفو نایاب ہرگز نہیں۔ پس کفو کی سوچ کے ساتھ ماحول کا جائزہ لینا خود انسان کے اپنے لئے فلاح و برکت کا باعث ہے۔ اور انسان کے بیجا طور پر کبر و انانیت کے مظاہرہ میں موثر روک ہے۔ بشرطیکہ انسان ٹھنڈے دل سے غور کر سکے۔ کفو کا اقرار و یقین انسان کو بلاشبہ اپنی اوقات کے اندر رکھنے کا یقینی اہتمام ہے۔

کفو کا وسیع دائرہ

"کفو" کا جذبہ صرف رشتہ کی تلاش کے وقت ہی ضروری نہیں۔ بلکہ کفو کی سوچ کو اپنی زندگی کا لازمی جزو بنانا خاص طور پر اہلی زندگی کو کامیاب بنانے میں گہرا دخل رکھتا ہے۔ کیونکہ میاں بیوی میں کفو کا احساس کسی بھی فریق کو اعتدال سے دائیں بائیں ہٹنے نہیں دیتا۔ فریقین میں اختلاف اور پھر تلخی و کشیدگی بالعموم کسی ایک فریق کے دوسرے فریق کو نظرانداز کرنے یا فروتر سمجھنے سے بڑھتی ہے۔ اگر دونوں فریق کو ایک دوسرے کے جذبات' حقوق اور مفادات کا برابر کا احساس رہے تو باہمی موافقت کی فضا قائم رہتی ہے۔ اور حقوق پامال نہیں ہوتے۔ بلاشبہ میاں بیوی زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں دونوں کی چال ڈھال میں مطابقت اور موافقت سے گاڑی راہ راست اور راہ اعتدال پہ رہتی ہے۔ اور کفو میں یہی وہ سبق ہے جو زندگی بھر ایک ماٹو کے طور پر فریقین کو اپنائے رکھنا چاہئے۔ کہ کفو اس ترازو کا نام ہے جس کے دونوں پلڑے برابر ہیں۔ اور ہمیشہ برابر رہنے چاہئیں۔ تاکہ زندگی فریقین کے لئے معتدل رہے۔

کفو کی شرط کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ دونوں فریق میں سوچ و فکر اور دل و دماغ کے لحاظ سے ممکنہ یکجہتی اور ہم آہنگی ہو۔ عملی زندگی میں میاں بیوی ایک دوسرے کے مشیر اور معاون ہوتے ہیں۔ بارہا ایسے مراحل سے واسطہ پڑتا ہے کہ جہاں صحیح فیصلہ کرنا ایک فریق کے لئے مشکل ہو سکتا ہے اور دوسرا فریق اگر ایسے موقعہ پر معین و مددگار کے طور پر حق رفاقت ادا کرنے کا اہل ہو۔ تو بعینہ یہی ایک غرض کفو کی شرط میں مضمر ہے۔ دونوں ایک دوسرے کو بخوبی سمجھتے ہوں۔ دونوں کی سوچ ایک ہو دونوں کے فیصلے متفقہ ہوں۔ دونوں اپنی ذمہ داریوں کا بوجھ برابر اٹھانے والے ہوں۔ تو یہ گویا کفو کی روح پوری ہونے کے مناظر ہیں۔ اور زندگی آسان اور کامیاب شکل والی ٹھہرے گی۔ پس رشتوں کی تلاش اور فیصلوں کے وقت کفو والے پہلو کو پیش نظر رکھنا بہت سی حکمتوں اور برکتوں پر منتج ہو گا۔ اور انسانی تجربہ اور مشاہدہ بھی یہی ظاہر کرتا ہے کہ جہاں میاں بیوی کے درمیان مفاہمت اور موافقت ہو۔ وہاں اس جوڑے کی زندگی تو لازماً خوشگوار ہوتی ہے لیکن آئندہ نسل بھی عمدہ صلاحیتوں اور فطری جوہروں کی حامل ہوتی ہے۔ کیونکہ جس گھریلو ماحول میں انہیں پرورش اور تربیت نصیب ہوئی وہاں باہمی سوچوں اور عملی زندگی میں توازن اور اعتدال کی فضاء تھی۔ اور کفو کی شرط کے مفید اثرات تھے۔ اور نتیجۃً اگلی نسل بھی عملی زندگی میں قدم رکھتے وقت اپنی عمدہ تربیت سے فائدہ اٹھاتی ہے۔ اور پھر آگے ان کی نسل کو بھی یہ برکت ودیعت ہوتی جاتی ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ خاوند اور بیوی کے درمیان خاوند کو بعض جہتوں سے اس بناء پر فوقیت دی گئی ہے کہ دونوں کے درمیان ایک فائنل اور فیصلہ کن اتھارٹی ٹھہرے۔ اس غرض سے مرد کو قوام قرار دیا گیا۔ ارشاد نبوی کے تحت مرد کو ایک لحاظ سے مجازی خدا ٹھہرایا گیا۔ لیکن اس کے مجازی ہونے کا بڑا ثبوت ہی اس کا کفو ہے۔ جب تک کفو ہے۔ اس کی مجازی فوقیت قائم ہے۔ کفو نہ ہو تو مجازی خدائی بھی ختم ہو کر رہ جاتی ہے۔ پس کفو کا لازمہ مرد کو اعتدال اور ایک دائرے کے اندر رکھنے کے لئے ہے۔ بغیر کفو کے صرف اللہ تعالیٰ کی ہستی ہے۔ باقی ہر انسان ایک دوسرے کا محتاج اور کفو کا متقاضی ہے اور میاں بیوی کے رشتہ میں کفو کی شرط عائد کر کے انسانی زندگی میں حقیقی توحید کی روح قائم کی گئی ہے۔ اور دونوں کو یہ احساس دلانا مطلوب ہے۔ کہ کوئی بھی خدا بننے کی کوشش نہ کرے۔ کیونکہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہستی ہی ایسی ہے جس کو کفو کی ضرورت نہیں۔ اور کوئی اس کا کفو نہیں۔ میاں بیوی کے رشتہ میں کفو تسلیم نہ کرنے سے مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ اور خصوصاً موزوں رشتوں کی تلاش میں کفو کی شرط کو نظرانداز کرنے سے کئی قسم کے مسائل ابھرتے ہیں۔ انتخاب اور فیصلوں کے مراحل دور ہٹتے جاتے ہیں۔ اور غیر معمولی تاخیر سے ماحول میں بگاڑ کی شکلیں سر پہ منڈلانے لگتی ہیں۔ ایسے موقعہ پر کفو کی ہدایت پر عمل کرنے میں ہی سلامتی اور کامیابی ہے۔

کفو کی شرط کو نظرانداز کرنے کی عملاً دو صورتیں ممکن ہیں۔

(الف) اپنی حیثیت و اوقات سے بالا سطح کے رشتہ کی طلب رکھنا۔

(ب) اپنی حیثیت سے کم تر رشتہ کو قبول کرنا۔

پہلی صورت میں خواہ لڑکا ہو یا لڑکی۔ اپنی حیثیت سے بالا رشتہ مل بھی جائے تو مشرقی معاشرہ میں ساری زندگی احساس کمتری ایک ابتلاء کی شکل میں درپیش رہتا ہے۔ اور فریق ثانی اپنی فوقیت کے خول سے زندگی بھر باہر نہیں نکلتا۔

ہاں اپنی حیثیت سے کم تر رشتہ قبول کرنا بلاشبہ وسیع ظرف کی علامت ہے یہ لیکن اس صورت میں ہی قابل تعریف ٹھہرتا ہے کہ کم تر فریق کے جذبات اور عزت نفس کا سدا پاس رکھا جائے اور اسے کفو کے درجہ پر رکھا اور تسلیم کیا جائے۔ خلاصہ یہ کہ شریعت کی ہدایت بابت کفو اپنے اندر بہت حکمتیں رکھتی ہے۔ اور اس کی پابندی میں بہتری اور بھلائی ہی بھلائی ہے۔

قول سدید

رشتہ ناطہ کے معاملات میں ایک اور امر کا بہت وسیع اور گہرا دخل ہے۔ اور وہ قول سدید کا حکم ہے یہاں قول سدید سے مراد یہ ہے کہ فریقین رشتہ کا معاملہ طے کرتے وقت اور پھر رشتوں کے تقاضے نبھاتے وقت ہمیشہ قول سدید کے ارشاد خداوندی کو پیش نظر رکھ کر اس کے پابند رہیں۔ صاف اور سیدھی بات کہیں۔ حق گوئی اپنا شعار بنائیں اور لفظی ہیرا پھیری سے کُلّی دور رہیں۔ جماعت احمدیہ کے ماحول سے باہر کی فضا پر روزمرہ کے اخبارات گواہ ہیں کہ زندگی کے ہر میدان میں قول سدید سے انحراف اور جھوٹ کا دور دورہ ہے۔ جب رشتہ طے کیا جا رہا ہو یا کوئی اور معاملہ درپیش ہو تو کوئی فریق حقیقت کو چھپا کر دوسرے فریق سے کوئی وقتی فائدہ اٹھانا چاہتا ہے تجارتی معاملات کی نوعیت تو اب جھوٹ اور مکاری سے بری طرح پامال ہو چکی ہے اور بدنتائج و عواقب کو روزمرہ مشاہدہ کر کے بھی کسی کو قول سدید کی طرف رجوع کی توفیق نہیں مل رہی۔

جماعت احمدیہ کے ماحول میں شاذ سہی لیکن جہاں اور جس مرحلہ پر بھی قول سدید کے ارشاد خداوندی کو کسی فریق نے نظرانداز کیا۔ وہیں فتنوں اور فسادوں کے دریچے کھل گئے۔ قول سدید کی اہمیت کو پوری طرح سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ اولاً یہ دیکھا جائے کہ کسی رشتہ کے طے کرتے وقت کوئی فریق قول سدید کی اہمیت کو نظرانداز کرنے کے لئے کیونکر آمادہ ہو جاتا ہے۔ رشتہ کے کوائف حقیقت کے برعکس بیان کرنے میں کیا فائدہ مقصود ہے اور کیا وہ فائدہ ایسا وزنی یا وقیع ہو سکتا ہے کہ جس کی خاطر ایک فریق قول سدید سے انحراف کرے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ قول سدید کو ترک کرنے کا نام سادہ لفظوں میں غلط بیانی بلکہ جھوٹ ہی ٹھہرتا ہے۔ اب جھوٹ کا سہارا لے کر کوئی کب تک اپنی مرادیں حاصل کر سکتا ہے۔ رشتہ طے کرتے وقت عمر' تعلیم' آمدنی' جائیداد وغیرہ کے بارہ میں حقیقت کا اظہار بعض وقت اس وجہ سے ایک فریق کے لئے دوبھر ہوتا ہے کہ اگر حقیقت بیان کر دی۔ تو مبادا رشتہ ہاتھ سے نکل جائے۔ لیکن قول سدید کو ترک کر کے جو رشتہ طے ہو جائے وہ کب تک اصل حقائق پر پردے ڈال ڈال کر بچایا جا سکتا ہے۔ حقیقت تو بہرصورت ظاہر ہو کر رہتی ہے اور جب حقیقت سامنے آئے تو جو تلخی اور بے اعتمادی کی فضا ابھرتی ہے وہ قول سدید ترک کرنے والے فریق کی زندگی کو دکھ اور اذیت سے بھر دیتی ہے۔ ہزار معذرتیں اور تدارک سوچیں۔ باہمی تعلقات کو جو ٹھیس پہنچ گئی اس کا مداوا ہاتھ نہیں آتا۔ یہ بھیانک نتیجہ صرف اس لئے دیکھنا پڑا کہ الٰہی فرمان کو نظرانداز کر کے غلط بیانی اور جھوٹ کا سہارا لیا گیا۔ باہمی رشتوں کے طے کرتے وقت قول سدید کی اہمیت اس لئے بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ رشتے کا معاملہ کوئی وقتی لین دین یا خرید و فروخت نہیں۔ بلکہ یہ زندگی بھر کا معاملہ ہے اور رشتہ تکمیل کو پہنچ جانے کے بعد بھی قول سدید ساری زندگی کے لئے راہنما اصول ہے۔ جس کی پابندی اشد ضروری ہے۔ میاں بیوی کا رشتہ خالصتاً باہمی اعتماد کا رشتہ ہے۔ اور اعتماد اور جھوٹ دو صریحاً متضاد کیفیتیں ہیں اور اکٹھی نہیں چل سکتیں۔ پس خواہ رشتہ طے کرتے وقت کوئی فریق قول سدید ترک کرے یا رشتہ نبھاتے وقت اس کو نظرانداز کرے۔ ہر دو صورتیں نتائج کے لحاظ سے مشکلات کو جنم دیتی ہیں۔ اور جن گھرانوں میں قول سدید کی عادت نہیں انہیں اپنی مشکلات پہ واویلا کرنے کی بجائے اپنی اصلاح کرنی چاہئے۔ سچائی اور حقیقت کو لازمی اپنائیں پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے بھی ان کے لئے آسانیاں میسر آئیں گی۔ اور ارشاد خداوندی کے مطابق تو قول سدید انسان کی کمزوریوں اور خامیوں کی اصلاح کا ذریعہ بھی بنتا ہے۔ گویا خامی یا نقص کو غلط بیانی کے پردوں میں چھپانا ایسا ہی ہے جیسے کوئی مریض اپنی بیماری کی کیفیت کو حکیم یا ڈاکٹر سے چھپانے کی کوشش کرے۔ صاف ظاہر ہے کہ ایسے مریض کو صحت نصیب نہیں ہو سکتی۔ ارشاد خداوندی کے مطابق قول سدید اگر انسان اختیار کرے تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے اعمال کی اصلاح اور گناہوں کی بخشش کا یہ اظہار یقینی ذریعہ بن جاتا ہے۔ خلاصہ یہ ٹھہرا کہ جس خامی یا نقص کو چھپانے کی خاطر قول سدید ترک کیا اور جھوٹ کو اپنایا۔ اسی خامی اور نقص کی اصلاح اور تدارک قول سدید کے طفیل اللہ تعالیٰ فرما دیتا ہے۔ پس یہ فیصلہ کرنا خود انسان کی ذمہ داری ہے کہ وہ جھوٹ کے پردے میں خامی اور نقص کو پالنا چاہتا ہے یا سچائی کو اختیار کر کے ہمیشہ کے لئے اس خامی یا نقص سے پاک زندگی بنانا چاہتا ہے۔ اس حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے کیا ہی اچھا ہو کہ رشتوں کی مشکلات سے چھٹکارا پانے کے لئے ہر حالت میں اور ہر قیمت پر قول سدید کو اپنایا جائے۔ کہ انسانی اخلاق اور کردار کی عظمت اسی میں ہے اور امن و سلامتی کا یقینی حربہ یہی ہے۔ رشتوں کا فیصلہ کرنے والے ماں باپ بھی قول سدید کو اپنا اصول ٹھہرائیں اور اپنی اولاد کو بھی اس کا پابند بنائیں۔ تو بہت سی مشکلات از خود رفع ہو جائیں گی۔ قول سدید سے انحراف کے پس پردہ انسان کی یہ بزدلی اور کمزوری کارفرما ہوتی ہے کہ حقیقت کے اظہار سے کام بگڑ سکتا ہے یا فریق ثانی ناراض ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر ایسی صورت حال پیش آنے پر انسان اخلاقی جرأت اور ایمانی طاقت سے کام لے اور سچائی کا دامن تھامے تو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا خوف ہونا چاہئے نہ کہ کسی انسان کی ناراضگی کا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ راضی رکھا جائے۔ تو دنیا کی کیا پرواہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مامورین یہی ماٹو لیکر آتے ہیں اور احباب جماعت پر تو لازم ہے کہ کسی حالت میں بھی اس ماٹو سے دور نہ ہٹیں۔

شعبہ رشتہ ناطہ کی طرف سے حتی الوسع فریقین کو بار بار یہی تلقین کی جاتی ہے کہ قول سدید پر قائم رہیں۔ لیکن بعض دفعہ شاذ ایسی مثال سامنے آجاتی ہے کہ کبھی "گرین کارڈ" اور کبھی جرمنی وغیرہ کے جھانسے میں آکر حقیقت کو نظر انداز کیا گیا اور پھر زیادہ دیر نہیں گذرتی کہ حقیقت کھلنے لگتی ہے اور پھر ندامت اور ذلت کے مارے منہ چھپائے پھرتے ہیں اور نقصانات الگ برداشت کرنے پڑتے ہیں اور زندگی بھر کے روگ الگ پلّے پڑ جاتے ہیں۔ یہ تلخ نتائج اس لئے دیکھنے پڑتے ہیں کہ ملمع سازی پسند آئی اور حقیقت و قول سدید کی طرف توجہ نہ رکھی گئی۔ احباب جماعت / عہدیداران اور مربیان کرام سے درخواست ہے کہ قول سدید کے حکم خداوندی کی پابندی ہر حالت اور ہر مقام پہ کرنے اور کروانے کا موثر اہتمام کرتے رہیں۔ تربیتی پہلو سے اس کے بے شمار فوائد اور ثمرات ہیں۔ اور ہر احمدی کو اس کا پورا احساس رہنا چاہئے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں

ملک منور احمد صاحب جاوید قائد اشاعت مجلس انصار اللہ پاکستان

تحریک جدید کی اہمیت

بانی تحریک جدید سیدنا حضرت مصلح موعود کے الفاظ میں

تحریک جدید کو کیوں جاری کیا گیا

"تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ ہمارے پاس ایسی رقم جمع ہو جائے جس سے خدا تعالیٰ کے نام کو دنیا کے کناروں تک آسانی اور سہولت کے ساتھ پہنچایا جاسکے۔ تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے تا کہ کچھ افراد ایسے میسر آجائیں جو اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لئے وقف کر دیں اور اپنی عمریں اسی کام میں لگا دیں۔ تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے تا کہ وہ عزم و استقلال ہماری جماعت میں پیدا ہو جو کام کرنے والی جماعتوں کے اندر پیدا ہونا ضروری ہوتا ہے"

(روزنامہ الفضل 2- دسمبر 42ء)

تحریک جدید میں شمولیت کیوں ضروری ہے

(الف) "میں سمجھتا ہوں کہ ہر وہ شخص جو اپنے اندر ایمان کا ایک ذرہ بھی رکھتا ہے۔ میری اس تحریک پر آگے آئے گا اور وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے نمائندہ کی آواز پر کان نہیں دھرتا اس کا ایمان کھویا جائے گا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 9- نومبر 1934ء)

(ب) "کسی جماعت کو اس بات پر مطمئن نہیں ہو جانا چاہئے کہ اس نے تحریک جدید میں حصہ لے لیا ہے بلکہ اسے اس وقت تک اطمینان کا سانس نہیں لینا چاہئے جب تک کہ اس میں ساری جماعتیں حصہ نہ لیں"

(خطبہ جمعہ 15- جنوری 1937ء)

تحریک جدید مستقل تحریک ہے

"تحریک جدید کا کام ان مستقل تحریکات میں سے ہے جس میں حصہ لینے والے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے مستحق ہوں گے۔

(خطبہ جمعہ 18- نومبر 1938ء)

تحریک جدید الٰہی تحریک ہے

"میرے ذہن میں یہ تحریک بالکل نہیں تھی۔ اچانک میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تحریک نازل ہوئی پس بغیر اس کے کہ میں کسی قسم کی غلط بیانی کا ارتکاب کروں میں کہہ سکتا ہوں وہ تحریک جدید جو خدا نے جاری کی۔ میرے ذہن میں یہ تحریک پہلے نہیں تھی۔ میں بالکل خالی الذہن تھا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ سکیم میرے دل پر نازل کی اور میں نے اسے جماعت کے سامنے پیش کر دیا۔ پس یہ میری تحریک نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی نازل کردہ تحریک ہے۔"

(خطبہ جمعہ 27- نومبر 1942ء)

نیز فرمایا:۔

"میں اللہ تعالیٰ پر اس تحریک کی تکمیل کو چھوڑتا ہوں کہ یہ کام اسی کا ہے اور میں صرف اس کا ایک حقیر خادم ہوں۔ لفظ میرے ہیں لیکن حکم اسی کا ہے۔"

(خطبہ جمعہ 15- نومبر 1935ء)

تحریک جدید کے جملہ امور کی دُہرائی اور خطبہ جمعہ دیئے جانے کی تاکید

"میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ خیال ڈالا کہ تحریک جدید کے متعلق جو امور میں نے بیان کئے ہیں وہ جماعت کے سامنے اس وقت تک کہ مشیئت الٰہی ہمیں کامیاب کر دے ہر چھٹے ماہ دوہرائے جانے چاہئیں۔"

(خطبہ جمعہ مورخہ 26- مئی 1935ء)

نیز فرمایا:۔

"ہر مہینہ میں ایک خطبہ جمعہ تمام احمدیہ جماعتوں میں میری جدید تحریک کے متعلق پڑھا جائے اور اس میں جماعت کو قربانیوں پر آمادہ کرتے ہوئے ان میں نیکی اور تقویٰ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔"

(خطبہ جمعہ 19- اپریل 1935ء)

نیز فرماتے ہیں:۔

"جماعت کے عہدیداروں کا فرض ہے کہ وہ جمعہ یا اتوار کے دن یا ہفتہ میں کسی اور موقعہ پر میرا ہر خطبہ لوگوں کو سنایا کریں۔ بلکہ جماعتوں کا اصل کام یہی ہونا چاہئے اور ہر جگہ کی جماعت کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ وہ میرا خطبہ جمعہ تفصیلاً" یا خلاصتاً" لوگوں کو جمعہ یا اتوار کے دن سنا دیا کریں۔ جس شخص کے سپرد خدا تعالیٰ جماعت کی اصلاح کا کام کرتا ہے۔ اسے طاقت بھی ایسی بخشتا ہے جو دلوں کو صاف کرنے والی ہوتی ہے اور جو اثر اس کے کلام میں ہوتا ہے وہ دوسرے کسی اور کے کلام میں نہیں ہو سکتا۔"

(الفضل 2- دسمبر 42ء)

تحریک جدید میں مدنظر امور

"(دعوت الی اللہ) اور تعلیم و تربیت دو نہایت ہی اہم کام ہیں اور انہی دونوں کاموں کو تحریک جدید میں مدنظر رکھا گیا ہے۔ تعلیم و تربیت کو مدنظر رکھتے ہوئے سادہ غذا، سادہ لباس، خود ہاتھ سے کام کرنا، سینما کا ترک، غریبوں کی امداد، بورڈنگ تحریک جدید اور ورزش وغیرہ کام تجویز کئے گئے ہیں۔ اور یہ تمام باتیں ایسی ہیں کہ جن کو کسی وقت بھی ترک نہیں کیا جاسکتا۔"

(خطبہ جمعہ 18- نومبر 38ء)

تحریک جدید کے مطالبات کا خلاصہ

"ان مطالبات کا خلاصہ چار باتیں ہیں۔

1- اول جماعت کے افراد میں عملی زندگی پیدا کرنا خصوصاً نوجوانوں کے اندر بیداری اور عملی جوش پیدا کرنا۔

2- دوسرے جماعتی کاموں کی بنیاد بجائے مالی بوجھ کے ذاتی قربانیوں پر زیادہ رکھنا۔

3- تیسرے جماعت میں ایک ایسا فنڈ تحریک جدید کا قائم کر دینا جس کے نتیجہ میں (دعوت) کے کام میں مالی پریشانیاں روک پیدا نہ کریں۔

4- چوتھے جماعت کو (دعوت الی اللہ) کی طرف پہلے سے زیادہ توجہ دلا دینا۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت 1939ء ص 3)

نیز فرماتے ہیں:۔

"تحریک جدید کے تمام مطالبات اس لئے ہیں کہ تم اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بناؤ۔ کوئی انسان کسی عقلمند انسان کو بھی دھوکا نہیں دے سکتا۔ پھر تم کس طرح خیال کر لیتے ہو کہ خدا کو دھوکہ دے لوگے؟ یہی وہ احساس ہے جس کے ماتحت میں نے تحریک جدید کا آغاز کیا۔"

(خطبہ جمعہ 26- نومبر 1937ء)

جماعت احمدیہ کا فرض

"آپ لوگوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارے لئے یہ وقت بہت نازک ہے۔ ہر طرف سے مخالفت ہو رہی ہے اور اس کا مقابلہ کرتے ہوئے سلسلہ کی عزت اور وقار کو قائم رکھنا آپ لوگوں کا فرض ہے۔"

(خطبہ جمعہ 16- نومبر 1934ء)

بقیہ صفحہ 4

نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے کپڑوں سے برکت چاہی۔ تو مکرم چوہدری صاحب کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی طرف سے حضرت مسیح موعود کا برکتوں سے معمور کپڑا انہیں عطا کیا۔ اور اس طرح خدا کی یہ خبر کہ "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔" پوری شان سے پوری ہوئی۔

اگرچہ احمدیت کی تاریخ میں اب یہ واقعہ بار بار دہرایا جائے گا۔ بار بار اس خدائی خبر کے پورا ہونے کا ہم نظارہ دیکھیں گے۔ مگر جو سعادت اس معاملہ میں مکرم و محترم چوہدری صاحب کو حاصل ہوئی یہ آپ ہی کی سعادت ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں قومی اخبارات سے

ربوہ: 27- اکتوبر- گزشتہ چوبیس گھنٹوں میں کم سے کم درجہ حرارت 19 درجے سنٹی گریڈ زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت 33 درجے سنٹی گریڈ
28- اکتوبر- غروب آفتاب 5-25
29- اکتوبر- طلوع آفتاب 6-20

عالمی خبریں

اسامہ کو ہمارے حوالے کردو

سعودی عرب کا ایک وفد افغانستان پہنچ گیا ہے اور اس نے مطالبہ کیا ہے کہ سعودی شہری اسامہ بن لادن کو ان کے حوالے کردیا جائے۔ سعودی عرب نے اسامہ کو پناہ دینے کی پاداش میں طالبان کا نمائندہ نکال دیا تھا۔ امریکہ نے بھی دباؤ ڈالا مگر طالبان نے اسامہ کو کسی کے حوالے نہیں کیا۔

امریکہ کے حوالے کرنے پر اختلاف

اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے کرنے پر طالبان میں اختلافات پیدا ہو گئے ہیں افغان نگران کونسل کے صدر ملا ربانی اس حق میں ہیں کہ اسامہ کو امریکہ کے سپرد کردیا جائے۔ وزیر خارجہ ملا محمد حسن بھی ان کے ہمنوا ہیں۔ مگر افغان حکومت کے سربراہ ملا محمد عمر اس حق میں نہیں ہیں۔ طالبان کے ترجمان نے کہا ہے کہ اسامہ بن لادن ملا محمد عمر کے ہاتھ پر بیعت کرچکا ہے۔ اسے کسی کے حوالے نہیں کرسکتے۔

کلنٹن کا مواخذہ

امریکی صدر کلنٹن کے مواخذے کی کارروائی نومبر میں شروع ہوگی۔ اس ضمن میں ابتدائی کام مکمل کر لیا گیا ہے۔

دوبارہ انتخابات کا مطالبہ

ایران کی مجلس ماہرین کے انتخابات دوبارہ کرانے کے لئے اعتدال پسندوں نے مطالبہ کر دیا ہے ان کا کہنا ہے کہ ایران کے سب سے زیادہ بااختیار ادارے کے حالیہ انتخابات میں ٹرن آؤٹ کم رہا۔ ایران کی انتخابی تاریخ میں پہلی بار اتنے کم ووٹ پڑے۔

کوسووو سے فوج نہیں نکلی

کوسووو سے سرب فوجوں کے انخلاء کے بارے میں الٹی میٹم کی مدت ختم ہو گئی ہے مگر سرب فوج کوسووو سے نہیں نکلی۔ سرب فوج کی ظالمانہ کارروائیاں جاری ہیں گذشتہ روز سرب فوج نے ایک جنازے پر فائرنگ کردی جس سے سات افراد ہلاک ہوئے۔

مہاتیر محمد کا جواب

ملائیشیا کے وزیر اعظم مہاتیر محمد نے کہا ہے کہ گلی کوچوں میں ہونے والے مظاہرے حکومت کو نہیں گرا سکتے۔

قبل از وقت انتخابات کا مطالبہ مسترد

اسرائیل کے وزیر اعظم بن یامین نیتن یاہو نے قبل از وقت انتخابات کرانے کا مطالبہ مسترد کردیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ موجودہ حالات میں کوئی حکومت اس سے بہتر معاہدہ نہیں کرسکتی تھی۔

کمبوڈیا میں کانفرنس

کمبوڈیا میں بارودی سرنگوں کے استعمال کے خلاف بین الاقوامی کانفرنس شروع ہو گئی ہے۔ اس ملک میں 40 ہزار افراد ان سرنگوں سے معذور ہو چکے ہیں۔ عالمی سطح پر بارودی سرنگوں کے استعمال پر پابندی کا مطالبہ کیا جارہا ہے۔

ملکی خبریں

ایک ارب ڈالر کی امداد

سعودی عرب پاکستان کو ایک ارب ڈالر کی امداد دے گا۔ یہ بات وزیر اعظم نواز شریف اور شہزاد عبد اللہ کے مذاکرات میں طے پائی ہے۔ پاک سعودی تعلقات آئندہ برسوں میں مزید گہرے ہونگے۔

شہزادہ عبد اللہ کا خطاب

لاہور کے شالامار باغ میں اپنے اعزاز میں دیئے جانے والے استقبالئے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ دور میں کمزوروں کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ پاکستان میں نفاذ اسلام کے اقدامات پر کسی کو خوفزدہ نہیں ہونا چاہئے۔ اختلاف صرف وہی کرسکتا ہے جو اسلام اور امت مسلمہ کو عزت نہیں دینا چاہتا۔ ہم تو خیر والی امت ہیں جو لوگوں کی بھلائی چاہتے ہیں۔

سعودی صحافیوں سے بات چیت

سعودی عرب کے شہزادہ عبد اللہ کے ساتھ دورے پر آئے ہوئے سعودی صحافیوں کو وزیر اعظم نے تفصیلی انٹرویو دیا انہوں نے کہا کہ ایٹمی دھماکوں سے عالم اسلام کو نئی قوت ملی ہے۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان عسکری توازن قائم ہو گیا ہے۔ اور جنگ کے امکانات کم ہو گئے ہیں۔ عالم اسلام ایک سنہری مستقبل کی تلاش میں ہے۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ اگر بینظیر کے پاس مسائل کے حل کا فارمولا موجود ہے تو اسے خوش آمدید کہتے ہیں۔

شہزادہ عبد اللہ کا استقبال

شاہی قلعہ میں منعقدہ استقبالیہ میں شرکت کے لئے شہزادہ عبد اللہ جب گورنر ہاؤس سے روانہ ہوئے تو سارے راستے میں دونوں طرف ان کا زبردست استقبال کرنے والوں کا ہجوم تھا۔ قریباً دس میل طویل اس راستے کو خوبصورت جھنڈیوں اور خیر مقدمی بینروں سے سجایا گیا تھا۔ جگہ جگہ علاقائی رقص پیش کئے گئے۔ سعودی وفد پر گل پاشی کی گئی۔

اسحاق ڈار کا اعتراف

وزیر تجارت اسحاق ڈار نے اعتراف کیا ہے کہ انہوں نے وزارت خزانہ میں بعض اہم معاملات پر مداخلت کی۔ اگر فوری مداخلت نہ کی جاتی تو ڈالر 75 روپے کا ہو جاتا۔ انہوں نے مزید بتایا کہ ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کے ساتھ مذاکرات "حب کو" کے خلاف کارروائی کی وجہ سے ناکام ہوئے۔

شریعت بل سینٹ میں

وفاقی وزیر پارلیمانی امور یاسین وٹو نے کہا ہے کہ پندرھویں ترمیم کا بل سینٹ میں اگلے ماہ پیش کیا جائے گا۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ مسلم لیگ اپنے اتحادیوں کو ساتھ ملا کر بل کی منظوری کے لئے دو تہائی اکثریت حاصل کرلے گی۔ انہوں نے کہا کہ حزب اختلاف کا یہ محض الزام ہے کہ ملک کو اللہ کا قانون دینے کے لئے حکومت ارکان سینٹ کو مراعات دے رہی ہے۔

بینظیر بھٹو کے مطالبے

سابق وزیر اعظم محترمہ بینظیر بھٹو نے مطالبہ کیا ہے کہ تین ماہ کے اندر اندر غیر جانبدارانہ حکومت کے ذریعے نئے عام انتخابات کرائے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر یہ مطالبہ تسلیم نہ ہوا تو ملکی صورت حال کے پیش نظر تحریک نہ چلانے کا عزم رکھنے والے عوام حکومت کو گرانے کی یلغار کا آغاز کردیں گے۔ انہوں نے کہا کہ چیف جسٹس وزیر اعظم کی طرف سے کی گئی منی لانڈرنگ کا از خود نوٹس لیں۔ انہوں نے الزام لگایا کہ حب کو کے ساتھ داداگیری کی جارہی ہے۔ اس کا ملک کو نقصان ہوگا۔

کراچی میں پھر دہشت گردی

کراچی میں دہشت گردی کے نتیجہ میں دو پولیس اہلکاروں سمیت 4- افراد ہلاک ہوگئے۔ شریف آباد تھانے کے کانسٹیبل کو اغوا کرکے اسے قتل کرکے بوری میں بند کرکے نعش پھینک دی۔ اورنگی میں فائرنگ سے ایک شخص ہلاک اور چار زخمی ہوگئے۔

تیسرا ٹیسٹ ڈرا

پاکستان اور آسٹریلیا کے درمیان تیسرا ٹیسٹ ہار جیت کے فیصلے کے بغیر ختم ہو گیا۔ سیریز آسٹریلیا نے ایک صفر سے جیت لی۔ آسٹریلیا کی طرف سے مارک ٹیلر مین آف دی سیریز رہے جبکہ پاکستان کی طرف سے اعجاز احمد مین آف دی سیریز رہے۔

حکومت کی تردید

حکومت نے اس خبر کی تردید کی ہے کہ وزیر اعظم ہاؤس سے کسی قسم کے مسلح دہشت گرد پکڑے گئے ہیں۔

سپیکر سندھ اسمبلی مستعفی

سندھ اسمبلی کے سپیکر نواب مرزا جن کا تعلق ایم کیو ایم سے ہے مستعفی ہو گئے ہیں۔ گورنر نے استعفیٰ منظور کرلیا ہے۔ سپیکر کی تبدیلی کا فیصلہ متحدہ کی رابطہ کمیٹی نے کیا قاضی خالد کے سپیکر بننے کا امکان ہے۔

ضروریات شادی بیاہ کی مکمل دوکان
گفٹ سنٹر گولبازار ربوہ
دوکان 212878
گھر 212001

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ
دوکان 212515
رہائش 212300

ہومیوپیتھک کا قیمتی تحفہ مفت
ہومیوپیتھک کتاب کا نیا ایڈیشن 1998
صفحہ 117- ادویات پر مشتمل بکس کی خریداری پر
مفت
نت نئی خدمت کے ساتھ
محمود ہومیوپیتھک سٹور اینڈ کلینک
اقصیٰ چوک ربوہ

ہومیو ڈاکٹر عبد الباسط قمر (فرحت کلینک والے) / ڈاکٹر ولمار شوابے اور ڈاکٹر ریک ویگ
جرمنی کا دورہ کرکے واپس کلینک پر آچکے ہیں / اب ہم ہومیوپیتھک ادویات کو بہتر سمجھتے ہیں
الیف بی ڈسٹری بیوٹرز طارق مارکیٹ ربوہ 212352
(ربوہ میں ہومیوپیتھک کی ملکی اور غیر ملکی ادویات کے تھوک فروش)